قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

منگل 7۔اپریل 2020ء | 13 شعبان 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:84

فرمانِ رسول ﷺ

بیت اللہ کے حج کا متروک ہونا

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَقُوۡمُ السَّاعَةُ حَتّٰی لَا یُحَجَّ الۡبَیۡتُ

’’قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک کہ بیت اللہ شریف کا حج موقوف نہ ہو جائے۔‘‘

(صحیح البخاری، حدیث نمبر:1593)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

حقیقی نفع رساں اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے

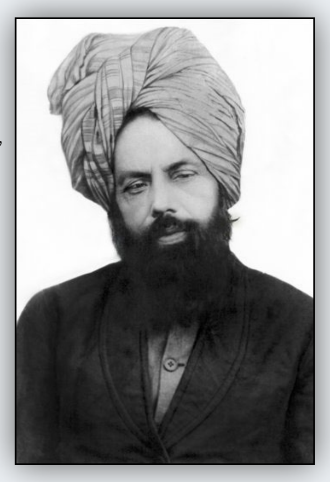

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’دُنیا میں لوگ حکام یا دُوسرے لوگوں سے کسی قسم کا کوئی نفع اُٹھانے کی ایک خیالی اُمید پر اُن کو خوش کرنے کے واسطے کس کس قسم کی خوشامد کرتے ہیں۔یہاں تک کہ ادنیٰ ادنیٰ درجہ کے اردلیوں اور خدمت گاروں تک کو خوش کرنا پڑتا ہے؛ حالانکہ اگر وہ حاکم راضی اور خوش بھی ہوجاوے، تو اس سے صرف چند روز تک یا کسی موقعِ مخصوص پر نفع پہنچنے کی اُمید ہوسکتی ہے۔ اس خیالی اُمید پر انسان اُس کے خدمتگاروں کی ایسی خوشامدیں کرتا ہے کہ میں تو ایسی خوشامدوں کے تصور سے بھی کانپ اُٹھتا ہوں اور میرا دل ایک رنج سے بھر جاتا ہے کہ نادان انسان اپنے جیسے انسان کی ایک وہمی اور خیالی اُمید پر اس قدر خوشامد کرتا ہے۔ مگر اُس مُعطیِ حقیقی کی جس نے بدوں کسی معاوضہ کے اور التجا کے اس پر بے انتہا فضل کئے ہیں۔ ذرا بھی پروا نہیں کرتا؛ حالانکہ اگر وہ انسان اُس کو نفع پہنچانا بھی چاہے تو کیا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی نفع خداتعالیٰ کے بدُوں پہنچ ہی نہیں سکتا۔ ممکن ہے کہ اس سے پیشتر کہ وہ نفع اُٹھائے، نفع پہنچانے والا یا خود یہ اس دنیا سے اُٹھ جائے یا کسی ایسی خطرناک مرض میں مبتلا ہوجائے کہ کوئی حظ اور فائدہ ذاتی اس سے اُٹھا نہ سکے۔ غرض اصل بات یہی ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم انسان کے شاملِ حال نہ ہو۔ انسان کسی سے کوئی فائدہ اُٹھا ہی نہیں سکتا۔ پھر جبکہ حقیقی نفع رساں اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ پھر کس قدر بے حیائی ہے کہ انسان غیروں کے دروازے پر ناک رگڑتا پھرے۔ ایک خداترس مومن کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ وہ اپنے جیسے انسان کی ایسی خوشامد کرے جو اُس کا حق نہیں ہے۔ متّقی کے لئے خود اللہ تعالیٰ ہر ایک قسم کی راہیں نکال دیتاہے۔ اُس کو ایسی جگہ سے رزق ملتا ہے کہ کسی دوسرے کو علم بھی نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ خود اس کا ولی اور مربی ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بندے جو دین کو دُنیا پر مقدم کرلیتے ہیں۔ اُن کے ساتھ وہ رأفت اور محبت کرتا ہے؛ چنانچہ خود فرماتا ہے۔ وَاللّٰہُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ۔(البقرہ:208)‘‘

(ملفوظات جلداوّل صفحہ 293 جدیدایڈیشن)

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتاہے۔

اَوَ لَمۡ یَنۡظُرُوۡا فِیۡ مَلَکُوۡتِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنۡ شَیۡءٍ ۙ وَّ اَنۡ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنَ قَدِ اقۡتَرَبَ اَجَلُہُمۡ ۚ فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَہٗ یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۸۶﴾ (الاعراف:186)

ترجمہ: کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت میں اور ہر چیز میں جو اللہ نے پیدا کی ہے کبھی تدبّر نہیں کیا (اور اس بات پر بھی) کہ ممکن ہے کہ اُن کی مقررہ مدت قریب آچکی ہو۔ تو اس کے بعد پھر وہ اور کس بات پر ایمان لائیں گے۔

فرمان خلیفہ وقت

صفائی ایمان کا حصہ ہے

حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ ظاہری صفائی پسند فرماتا ہے اور نظافت اور صفائی کے بارے میں خاص طور پر ہدایت ہے۔ دانتوں کی صفائی ہے، کپڑوں کی صفائی ہے جسم کی صفائی ہے، ماحول کی صفائی ہے اور عبادت کرنے کے لئے بھی ظاہری صفائی یعنی وضو کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ لیکن ہمارے ہاں مسلمانوں میں صفائی کا معیار اتنا نہیں جتنی اس بارے میں نصیحت کی گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے جمعہ والے دن خاص طور پر نہانے اور خوشبو لگانے کا حکم دیا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب الطیب للجمعۃ حدیث نمبر 880)

مسجد میں آتے ہوئے ایسی چیزیں کھانے سے منع کیا ہے جن سے بو آتی ہو۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد مواضع الصلاۃ باب نھی من اکل ثوماً ... حدیث نمبر:1141)

پھر ماحول کی صفائی ہے۔ ہم نے، عموماً ہمارے بعض لوگوں نے جوخاص طور پر غریب ممالک ہیں یہ تصور کر لیا ہے، پاکستان بھی ان میں شامل ہے کہ اگر غربت ہو تو گندگی بھی ضروری ہے حالانکہ اپنے ماحول کی صفائی سے غربت یا امارت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اَلطُّھُوۡرُ شَطۡرُ الۡاِیۡمَانِ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے یہ روایت ہے کہ آپؐ بیان کرتے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اَلطُّھُوۡرُشَطۡرُالۡاِیۡمَانِ کہ طہارت، پاکیزگی اور صاف ستھرا رہنا یہ ایمان کا ایک حصہ ہے۔‘‘

(صحیح مسلم۔کتاب الطہارۃ۔باب فضل الوضوء حدیث نمبر:422)

(خطبہ جمعہ مورخہ 25 جنوری 2008ء)

اس شمارہ میں

- بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے ترجے
- حضرت موسیٰؑ کا معراج
- حضرت مصلح موعودؓ کے بابرکت وجود کی یادیں
- مکرم بابو عبدالغفار شہید

متعدی بیماریوں میں احتیاط اور دعا

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیماریوں سے بچنے کے لئے دعا کیا کرتے تھے کہ

- اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُوْنِ والْجُذَامِ وَسیّءِ الْاَسْقَامِ

اے میرے اللہ ! میں تجھ سے برص، پاگل پن ، جذام اورہر بُری بیماری سے پناہ مانگتا ہوں۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ فی الاستعادۃ)

حضرت عثمان بن عفانؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص صبح و شام تین تین بار یہ دعا پڑھے کہ

- بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَالسَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

اس اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ نہ تو زمین میں اور نہ آسمان میں کوئی چیز نقصان پہنچا سکتی اور وہ خدا بہت سننے والا اور جاننے والا ہے۔ تو اسے کوئی چیز گزند نہ پہنچا سکے گی۔

(سنن الترمذی کتاب الدعوات)

سنن ابی داؤدکی روایت کے مطابق جو اس دعا کو تین بار صبح پڑھے اسے شام تک اور جو شام کو پڑھے گا اسے صبح تک کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب مایقول اذا اصبح)

- حضرت معاذ بن عبداللہؓ اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک شدید اندھیری رات میں بارش تھی تو ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تاکہ آپ دعا کریں۔ جب ہم ان کے پاس پہنچے تو آپؐ نے فرمایا: پڑھو! میں چپ رہا۔ آپ نے پھر فرمایا: پڑھو! تو میں چپ رہا؟ پھر آپ نے فرمایا پڑھو تو میں نے عرض کیا کہ کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ اورمُعَوِّذَتَیْن(سورۃ فلق اور الناس) ہر شام اور ہر صبح کو تین تین بار پڑھ لیا کرو۔ یہ ہر چیز کے مقابل تمہارے لئے کافی ہو جائے گی۔

(سنن الترمذی کتاب الدعوات عن رسول اللہ فی انتظار الفرج و غیر ذلک)

حضرت خولہ بنت حکیمؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی کسی جگہ جائے تو یہ دعا پڑھ لے کہ:

- أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِن شَرِّ مَا خَلَقَ

میں خدا تعالیٰ کے مکمل کلمات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں، ہر اس شر سے جو اس نے پیدا کیا ہے۔ تو جب تک وہ اس جگہ رہے گا، اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات عن رسول اللہ مایقول اذانزل منزلا)

- حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا : جو شخص کسی مصیبت زدہ کو دیکھےاور یہ دعا پڑھے:

- اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے اس مصیبت سے بچایا جس میں تجھے مبتلا کیا اور مجھے اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی، تو وہ زندگی بھر اس وبا سے محفوظ رہے گا۔

(سنن الترمذی کتاب الدعوات عن رسول اللہ،مایقول اذا رأی مبتلی)

- حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں:

مجھے الہام ہوا۔ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ پھر چونکہ بیماری وبائی کا بھی خیال تھا۔ اس کا علاج خدا تعالیٰ نے یہ بتلایا کہ اس کے ان ناموں کا ورد کیا جاوے۔ یَا حَفِیْظُ، یَا عَزِیْزُ، یَا رَفِیْقُ۔ (ملفوظات جلد3 صفحہ 446)

سب مزارات اور درگاہیں ہیں بند
ربِّ کعبہ کا ہے بس اِک در کھلا
پہن کر ظالم کرونا کا لباس
پھر رہا ہے ہر طرف کافر کھلا

عبدالکریم قدسی

دین کو دنیا پر مقدم کرنا

دوستو اب دین کی خدمت کی ہیں یہ ساعتیں
صدق سے آئے گا جو اس کو ملیں گی برکتیں
رغبتِ دنیا نہیں مقصودِ تخلیقِ جہاں
عارضی ہے رونقِ دنیا و اس کی زینتیں
دین کو دنیا پہ جو کر دے مقدم وہ سعید
اس کو حاصل دین و دنیا کی ہوں ساری ثروتیں
جاہ و حشمت کچھ نہیں اس عالمِ ناسوت کی
سلسلہ کے کام کرنے میں ہیں ساری عظمتیں
آخری ہے وار یہ شیطان کا ہشیار کُن
حملہ آور ہے وہ لے کر اپنی ساری طاقتیں
اتباعِ میرِ لشکر میں جوانو توڑ دو
بت کدے سارے - تو بدلو نور میں سب ظلمتیں
سبقتِ خیرات تیرا مدعا حافظ رہے
اس عمل سے تجھ کو مل جائیں گی رب کی قربتیں

حافظ محمد مبرور

فرخ شاد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے ترجمے

نوٹ: حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے درس القرآن سے حضرت مولانا میر محمد سعید قادری حنفی احمدی امیر مجلس انجمن حیدرآباد دکن وممبر مجلس معتمدین صدرانجمن احمدیہ قادیان نے قرآن کریم کا ترجمہ تیار کیا ہے۔جس میں قرآن کریم کی 113سورتوں کے آغاز پر آنے والی بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کا ترجمہ ہر سورۃ کی مناسبت سے درج کیا ہے۔قارئین کی دلچسپی اورازدیادِ ایمان کی خاطر یہاں دیا جارہاہے۔ (ایڈیٹر)

- میں پڑھنا شروع کرتا ہوں اُس کے نام کی مدد سے جس میں خوبیاں ہی خوبیاں ہیں، جو بے مانگے دینے والا، سچّی محنتوں کو ضائع نہیں کرنے والا ہے۔ (الفاتحہ)
- میں پڑھنا شروع کرتا ہوں اس سورۃ کو اس کے نام کی مدد سے جو تمام صفات کاملہ کا جامع، بلادرخواست دینے والا، سچّی محنتوں کا ضائع نہیں کرنے والا ہے۔ (البقرۃ)
- میں پڑھنا شروع کرتا ہوں اُس کا نام لے کر جس میں خوبیاں ہی خوبیاں ہیں، جو بے مانگے دینے والا، سچّی محنتوں کو ضائع نہیں کرنے والا۔ (آل عمران)
- سورہ نساء پڑھنا شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت رحم والا مہربان ہے۔ (النساء)
- میں پڑھنا شروع کرتا ہوں بسبب عظمت نام اللہ تعالیٰ کے جو رحم بلامبادلہ کرنے والا سچّی کوشش کا بدلہ دینے والا ہے۔ (المائدۃ)
- ہم سورۃ انعام کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس عظیم الشان اللہ کے اسم شریف سے جو رحم بلامبادلہ کرنے والا اور محنت کو ضائع نہیں کرنے والا ہے۔ (الانعام)
- بسبب عظمت نام اللہ تعالیٰ کے جو رحمٰن الرحیم ہے اُسی کے نام سے پڑھنا شروع کیا جاتا ہے۔ (الاعراف)
- ہم سورۃ انفال کو اس اللہ کے اسم شریف سے پڑھنا شروع کرتے ہیں جو تہیّۂ اسباب کرنے والا ہے اور اسبابوں پر عمل کرنے والوں کو نتیجہ دینے والا ہے۔ (الانفال)
- اس اللہ کے نام سے جو ساری صفاتِ کاملہ سے موصوف اور بالکل بدیوں سے منزہ،بلامبادلہ دینے والا اور مبادلہ سے محروم نہ رکھنے والا ہے۔ہم اس سورت کو پڑھنا شروع کرتے ہیں۔ (یونس)
- سورۃ ہود کو اللہ کے نام سے پڑھنا شروع کرتا ہوں جو تمام صفات سے موصوف ہے اور سب برائیوں سے پاک، بلامبادلہ دینے والا اور مبادلہ سے محروم نہ رکھنے والا ہے۔ (ہود)
- ہم پڑھنا شروع کرتے ہیں سورۃ یوسف کو اس اللہ کے نام سے جو تمام خوبیوں کا جامع ہے،سب عیبوں سے پاک، بے محنت انعام دینے والا،محنت کو ضائع نہیں کرنے والا ہے۔ (یوسف)
- اس کتاب کو اللہ کے نام سے پڑھنا شروع کرتے ہیں جو رحمٰن الرحیم ہے۔ (الرعد)
- سورہ ابراہیم کو اُس اللہ کے نام سے پڑھنا شروع کرتے ہیں جو تمام محامد کا موصوف اور رحم بے سبب کرنے والا اور اسباب کا نیک بدلہ دینے والا ہے۔ (ابراہیم)
- ہم اس سورت کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اللہ ہی کے نام سے جو رحمٰن الرحیم ہے۔ (الحجر)
- ہم سورۃ نحل کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اللہ کے جلال و جمال والے نام سے جو رحمٰن الرحیم ہے۔ (النحل)
- ہم سورۃ بنی اسرائیل کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ (بنی اسرائیل)
- ہم سورۃ کہف کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ (الکہف)
- ہم اس کتاب کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اللہ کے نام سے جو بے سبب بھی دیتا ہے اور سبب سے بھی دیتا ہے۔ (مریم)
- ہم اس سورۃ کو پڑھنا شروع کرتے ہیں تمام محامدوں سے موصوف اور تمام عیبوں سے پاک ذات اللہ کے نام سے جو بے محنت رحم فرمانے والا اور محنت کا بھی بڑا صلہ دینے والا ہے۔ (طٰہٰ)
- ہم سورۃ الانبیاء کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس کے نام سے جو سب خوبیوں کا مالک تمام عیبوں سے پاک ہے ،بےخدمت بھی سب کچھ دیتا ہے، خدمت کا بھی خوب صلہ عنایت فرماتا ہے۔ (الانبیاء)
- ہم سورۃ الحج کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اُس اللہ کے نام سے جو بےذریعہ دینے والا اور ذریعوں کو نہیں ہٹانے والا ہے۔ (الحج)
- ہم سورۃ مومنون کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو محض فضل سے سب کچھ دینے والا اور محنت کا بھی ضائع نہیں کرنے والا۔ (المومنون)
- ہم سورۃ النور کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اللہ کے نام سے جو سب خوبیاں ہی رکھتا ہے اور بُرائیوں سے بالکل پاک ہے اور محض فضل سے رحم فرمانے والا اور محنت کا بدلہ بھی دینے والا ہے۔ (النور)
- ہم سورۃ فرقان کو اللہ کے نام نامی اور اسم گرامی سے پڑھنا شروع کرتے ہیں جو رحمٰن و رحیم ہے۔ (الفرقان)
- ہم سورۃ شعراء کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو بےمحنت بھی دے دیتا ہے اور محنت کو بھی ضائع نہیں کرتا۔ (الشعراء)
- ہم سورۃ نمل کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ (النمل)
- ہم سورۃ قصص کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو رحمٰن الرحیم ہے۔ (القصص)
- اس سورۃ عنکبوت کو ہم اس اللہ کے نام سے پڑھنا شروع کرتے ہیں جو رحمٰن و رحیم ہے۔ (العنکبوت)
- ہم سورۃ روم کو اللہ کے باعظمت و جلال نام سے پڑھنا شروع کرتے ہیں جس نے محض فضل سے سب کچھ کر دیا اور مالک و رحیم ہونے کے سبب سے سب کچھ کر دے گا۔(الروم)
- ہم سورۃ لقمان کو (اس) اللہ جامع جمیع کمال کے نام سے پڑھنا شروع کرتے ہیں جس نے تمام اسباب مہیا کر دیئے اور محنت کرنے والوں کو صلہ دینے کو تیار ہے۔ (لقمان)
- ہم سورۃ سجدہ کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اللہ کے اسم شریف سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ (السجدۃ)
- ہم سورۃ احزاب کو اللہ جلّ شانہٗ کے اسم شریف سے پڑھنا شروع کرتے ہیں جو بے محنت انعام دینے والا محنت کا صلہ عطا فرمانے والا ہے۔ (الاحزاب)
- ہم سورۃ سبا کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو جلال و جمال کا مالک اور رحمٰن و رحیم کی صفت سے موصوف ہے۔ (سبا)
- ہم سورۃ فاطر کو اللہ کے نام سے پڑھنا شروع کرتے ہیں جو رحمٰن و رحیم ہے۔ (فاطر)
- ہم سورہ یٰسٓ کو اللہ کے بابرکت نام سے پڑھنا شروع کرتے ہیں جو رحمٰن و رحیم ہے۔ (یٰس)
- ہم سورۃ صافات کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اللہ کے باعظمت نام سے جس نے سب ہی کچھ مہیا کر دیا اور ہر قسم کی محنت کا صلہ دینے کو تیار ہے۔ (الصافات)
- ہم سورۃ صٓ کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اللہ کے اسم شریف سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ (صٓ)
- ہم سورۃ زمر کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ (الزمر)
- ہم سورۃ مومن کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اللہ رحمٰن اور رحیم کے نام سے۔ (المؤمن)
- ہم سورۃ سجدہ کو پڑھنا شروع کرتے ہیں باعظمت و شان اللہ کے نام سے جس نے سب کچھ دیا جو چاہئے تھا مخلوق کو اور سب کچھ دے گا باعتبار نتیجوں کے جو چاہئے مخلوق کو۔ (حٰمٓ السجدۃ)
- ہم سورہ شوریٰ کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اُس عظیم الشان اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ (الشوریٰ)
- ہم سورہ زخرف کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ (الزخرف)
- ہم سورۂ دخان کو پڑھنا شروع کرتے ہیں صاحبِ جلال و جمال اللہ کے اسم شریف سے جس کا مظہر رحمٰن و رحیم ہے۔ (الدخان)
- ہم سورۃ جاثیہ کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اللہ کے اسم پاک سے جو بلامبادلہ رحم کرنے والا سچّی کوشش کو بے کار نہیں کرنے والا ہے۔ (الجاثیۃ)
- ہم سورۂ احقاف کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس بابرکت اللہ کے نام سے جو سب کچھ دے چکا ہے اور نتیجے دینے کو بھی تیار ہے۔ (الاحقاف)
- ہم سورۃ محمد کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اللہ کے اسم شریف سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ (محمد)
- ہم سورۃ فتح کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس کے نام سے جس نے سب تدبیریں پہلے سے بنا رکھی ہیں سچّی کوشش کا بدلہ دیا۔ (الفتح)
- ہم سورۃ حجرات کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس باعظمت اللہ کے اسم شریف سے جس نے رسول اللہ کے مصاحبوں کو آگے سے چن رکھا اور جن کی نیک کوششوں کا بدلہ دینے والا ہے۔ (الحجرات)
- ہم سورۃ قٓ کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جس نے قیامت کی خبر پہلے سے دے رکھی ہے اور نیک کوشش کے بدلہ کا وعدہ فرما رکھا ہے۔ (قٓ)
- ہم سورۃ ذاریات کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جس نے ہر ایک شے کے اسباب پہلے سے مہیا کر رکھے ہیں اور ان کے نتائج کو موجود کرنے والا ہے۔(الذاریات)
- ہم سورۃ طور کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے

اسم شریف سے جو قسموں کو دلائل کے رنگ میں پہلے سے رکھ چکا اور جو دعوؤں کے نتیجوں کو پیش کرنے والا ہے۔(الطور)

• ہم سورۂ نجم کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اُس اللہ کے نام سے جس نے نجم الھدٰی کو بنایا اور اس کی پیروی کرنے والوں کو نتائج سے محروم نہ رکھا۔ (النجم)

• ہم سورۂ قمر کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اللہ کے نام سے جس نے رسول اللہ کی حقانیت اور نبوت ثابت کرنے کو علم ہیئت میں چاند کے ٹکڑوں کا گرتے رہنا پہلے سے ثابت کر رکھا ہے اور اس کا ثبوت رسول اللہ کے وقت بھی دیا۔ (القمر)

• ہم سورۂ رحمٰن کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے اسم شریف سے جو پہلے سے نیک راہ سکھلانے والا ہے اور عمل کرنے والوں کو نیک نتیجے دینے والا ہے۔ (الرحمٰن)

• ہم سورۂ واقعہ کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اُس اللہ کے اسم شریف سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ (الواقعہ)

• ہم سورۂ حدید کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جس نے پہلے حدید کو پیدا کیا پھر اس کے نتائج دکھلائے۔ (الحدید)

• ہم سورۂ مجادلہ کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اُس اللہ کے نام سے جو سب واقعات کو پہلے ہی سے جانتا ہے اور عدل و انصاف سے فیصلے فرماتا ہے اور عاجزی کو بہت پسند فرماتا ہے۔ (المجادلہ)

• ہم سورۂ حشر کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جس نے سب انتظام پہلے ہی سے کر رکھے تھے اور سچی محنتوں کا بدلہ دینے والا ہے۔ (الحشر)

• ہم سورۂ ممتحنہ کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے اسم شریف سے جو پہلے ہی سے تجویز بتانے والا ہے، نیک انجام کرنے والا ہے۔ (الممتحنہ)

• ہم سورۂ صف کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ (الصف)

• ہم سورۂ جمعہ کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جس نے اگلی اور پچھلی جماعتوں کو پہلے سے نیک بنا رکھا ہے اور ان کی نیک کوششوں کا بدلہ دینے والا ہے۔ (الجمعہ)

• ہم سورۂ منافقون کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ (المنافقون)

• ہم سورۂ تغابن کو اس اللہ کے نام سے پڑھنا شروع کرتے ہیں جو رحمٰن و رحیم ہے۔ (التغابن)

• ہم سورۂ طلاق کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اللہ رحمٰن و رحیم کے نام سے۔ (الطلاق)

• ہم سورۂ تحریم کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ (التحریم)

• ہم سورۂ ملک کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ (الملک)

• ہم سورۂ قلم کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ (القلم)

• ہم سورۂ حاقہ کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جس کے پاس سچا علم ہے قیامت کا اور وہ اس کے نتیجوں سے بھی خبر دینے والا ہے۔ (الحاقہ)

• ہم سورۂ معارج کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ (المعارج)

• ہم سورۂ نوح کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ (نوح)

• ہم سورۂ جنّ کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ (الجنّ)

• ہم سورۂ مزمل کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جس نے عابدوں کو پہلے ہی سے سمجھ دے رکھی ہے اور ان کی سچی کوشش کا بدلہ بھی دینے والا ہے۔ (المزمل)

• ہم سورۂ مدثر کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جس نے عاشقوں کو پہلے ہی سے سمجھ دے رکھی ہے اور ان کی سچی کوشش کا بدلہ دینے والا ہے۔ (المدثر)

• ہم سورۂ قیامہ کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے اسم مبارک سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ (القیامہ)

• ہم سورۂ دہر کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اللہ کے اسم پاک سے جس نے انسان کو سمیع و بصیر بنایا اور اس کے نیک اعمال کو نیک نتیجہ دینے والا ہے۔ (الدھر)

• سورۂ مرسلات کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو تمام اسبابوں کو مہیا کرنے والا اور نیکوکاری اور بدکاری کا بدلہ دینے والا ہے۔ (المرسلات)

• ہم سورۂ نبا کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ (النبا)

• ہم سورۂ النّازعات کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ (النازعات)

• ہم سورۂ عبس کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ (عبس)

• ہم سورۂ تکویر کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ (التکویر)

ہم سورۂ انفطار کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ (الانفطار)

• ہم سورۂ تطفیف کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اللہ کے نام سے جو بڑا رحمٰن اور رحیم ہے۔ (المطفّفین)

• ہم سورۂ انشقاق کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اللہ کے نام سے جو بڑا رحمٰن اور رحیم ہے۔ (الانشقاق)

• ہم سورۂ بروج کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ (البروج)

• ہم سورۂ طارق کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ (الطارق)

• ہم سورۂ اعلیٰ کو اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے پڑھنا شروع کرتے ہیں۔ (الاعلیٰ)

• ہم سورۂ غاشیہ کو اللہ کے نام سے پڑھنا شروع کرتے ہیں جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ (الغاشیہ)

• ہم سورۂ فجر کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ (الفجر)

• ہم سورۂ بلد کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس بابرکت اللہ کے نام سے جس نے نیک بننے کے لئے سب ضروری سامان مہیا کئے اور ان سے کام لینے والوں کو اب بھی نیک بدلہ دینے کے لئے تیار ہے۔ (البلد)

• پڑھنا شروع کرتے ہیں ہم اللہ کے نام سے جو بڑا رحمٰن و رحیم ہے۔ (الشمس)

• ہم پڑھنا شروع کرتے ہیں سورۃ اللیل کو اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ (اللیل)

• ہم پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ (الضحیٰ)

• ہم سورۂ انشراح کو اس بابرکت اللہ کے اسم مبارک سے پڑھنا شروع کرتے ہیں جو رحمٰن و رحیم ہے. (الم نشرح)

• اس بابرکت اللہ کے نام کی مدد سے پڑھتا ہوں جو رحمٰن و رحیم ہے۔ (التین)

• ہم سورۂ علق کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس باعظمت اللہ کے نام پاک سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ (العلق)

• ہم سورۂ قدر کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اللہ کے اسم پاک کی مدد سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ (القدر)

• اُس بابرکت اللہ کے اسم شریف کی مدد سے پڑھتا ہوں جو رحمٰن و رحیم ہے۔ (البینہ)

• ہم پڑھنا شروع کرتے ہیں سورۂ زلزال کو اس اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ (الزلزال)

• ہم سورۂ عادیات کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اللہ بزرگ کے اسم شریف سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ (العادیات)

• اُس بابرکت اللہ کے اسم شریف سے پڑھتا ہوں جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ (القارعہ)

• اُس بابرکت اللہ کے اسم شریف سے پڑھتا ہوں جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ (التکاثر)

• ہم سورۂ عصر کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ (العصر)

• اس بابرکت اللہ کے نام کی مدد سے پڑھتا ہوں جو رحمٰن و رحیم ہے۔ (الھمزہ)

• ہم سورۂ فیل کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اللہ رحمٰن و رحیم کے نام کی مدد سے۔ (الفیل)

• ہم سورۂ قریش کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اُس اللہ کے نام کی مدد سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ (قریش)

• اللہ کے نام کی برکت سے پڑھنا شروع کرتا ہوں جس نے اوّل سے قریش کو مالا مال کر رکھا تھا اور عمل کرنے والوں کو نتیجہ دینے والا ہے۔ (الماعون)

• اُس بابرکت اللہ کے نام سے جس نے فیض بے منت اور بے انتہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلے سے جاری فرما رکھے ہیں اور عملی نتیجے بھی بے حد دیتا ہے۔ (الکوثر)

• میں اُس اللہ کے نام کی مدد سے پڑھنا شروع کرتا ہوں جس نے اپنی عبادت کی مجھے پہلے سے سمجھ دے رکھی ہے اور عمل پر اس کا نتیجہ دینے والا ہے۔ (الکافرون)

• میں اس باعظمت اللہ کے نام سے پڑھنا شروع کرتا ہوں جس کی مددیں دل سے میرے لئے ہو چکی تھیں عمل پر اس کا ظہور کرنے والا ہے۔ (النصر)

• اس اللہ کے نام کی برکت سے پڑھنا شروع کرتا ہوں جو ہر قسم کے لہب و ہلاکت سے بچانے والا نیک و بد کوشش کا نتیجہ دینے والا ہے۔ (اللّھب)

• ہم اللہ کے اسم شریف کی مدد سے پڑھنا شروع کرتے ہیں جس نے یکتائی اور بے نیازی مقدر کر رکھی تھی عملی طور پر یکتا و بے نیاز بنا دیا۔ (الاخلاص)

• اُس بابرکت اللہ کے نام کی مدد سے پڑھنا شروع کرتا ہوں جو ادنٰی حالت سے اعلیٰ حالت کو پہنچانے والا ہر ایک بُرائی سے بچانے والا۔ (الفلق)

• ہم اس دعا کو بابرکت اللہ کے نام کی مدد سے پڑھتے ہیں جس نے رحمانیت سے ہمارے لئے دعائیں مقدر کر رکھی تھیں اور عمل کے بعد ہمیں اس کے نتائج سے مالا مال فرمائے گا۔

(النّاس)

(قرآن کریم ازدرس قرآن حضرت خلیفۃ المسیح الاول حافظ الحاج محدث فقیہ صوفی حکیم الامۃ مولانا اعظم مولوی نورالدین قدس سرہ الشریف ترجمہ حضرت مولانا میر محمد سعید قادری حنفی احمدی میر مجلس احمدیہ حیدرآباد دکن وممبر مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان)

حضرت موسیٰؑ کا معراج

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے درس القرآن کے ترجمہ اور foot note میں سورۃ الکہف آیت 61 تا 83 میں حضرت موسیٰؑ کے معراج کا ذکر فرمایا گیاہے جو قارئین کی خاطر نیچے دیا جارہاہے۔ (ایڈیٹر)

وَ اِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِفَتٰىہُ لَاۤ اَبۡرَحُ حَتّٰۤی اَبۡلُغَ مَجۡمَعَ الۡبَحۡرَیۡنِ اَوۡ اَمۡضِیَ حُقُبًا.....وَ اَمَّا الۡجِدَارُ فَکَانَ لِغُلٰمَیۡنِ یَتِیۡمَیۡنِ فِی الۡمَدِیۡنَۃِ وَ کَانَ تَحۡتَہٗ کَنۡزٌ لَّہُمَا وَ کَانَ اَبُوۡہُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّکَ اَنۡ یَّبۡلُغَاۤ اَشُدَّہُمَا وَ یَسۡتَخۡرِجَا کَنۡزَہُمَا ٭ۖ رَحۡمَۃً مِّنۡ رَّبِّکَ ۚ وَ مَا فَعَلۡتُہٗ عَنۡ اَمۡرِیۡ ذٰلِکَ تَاۡوِیۡلُ مَا لَمۡ تَسۡطِعۡ عَّلَیۡہِ صَبۡرًا...الخ

(الکہف: 61 تا 83)

ترجمہ: (کیا تمہیں موسیٰ کا قصہ یاد نہیں) جب اس نے اپنے جوان سے کہا میں نہ بیٹھوں گا جب تک نہ پہنچ جاؤں دو دریاؤں کے ملنے کے مقام تک یا چلتا رہوں گا سالہا سال۔ پھر وہ جب دونوں دریاؤں کے سنگم یا اجتماع یا ملنے کی جگہ پر پہنچے بھول گئے اپنی مچھلی تو اس نے اپنا راستہ لیا دریا میں سرنگ کی طرح۔ پھر جب آگے بڑھ گئے تو موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ بے شک ہم نے یہ آج کے سفر میں تکلیف اٹھائی۔ جوان نے کہا آپ نے یہ دیکھا جب ہم نے آرام پایا پتھر کے پاس تو (جناب) میں مچھلی بھول گیا اور یہ شیطان ہی نے مجھے بھلادیاہو گا کہ میں اس کا تذکرہ کروں آپ سے اور مچھلی نے اپنا راستہ لیا دریا میں کیسا تعجب ہے۔ موسیٰ نے کہا وہ یہی (مقام) تو ہے جو ہم چاہتے تھے پھر دونوں الٹے پھرے اپنے قدموں کے نشانوں پر کھوج لگاتے ہوئے۔ تو انہوں نے پایا ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو جس کو ہم نے دی تھی خاص اپنے پاس سے رحمت اور سکھایا تھا ہمارے پاس کا علم۔ موسیٰ نے ان سے کہا کیا میں تمہاری پیروی کروں اس شرط پر کہ تم مجھے سکھا دو جو تم کو سکھائی گئی ہے لیاقت کی بات۔ اس نے یعنی (عبد صالح) نے کہا تم میرے ساتھ ہر گز نہ صبر کر سکو گے۔ اور کیسا صبر کر سکتے ہو اس چیز پر جس کا سمجھنا تمہارے قابو میں نہیں۔ موسیٰ نے کہا انشاء اللہ آپ مجھ کو ضرور صابر پائیں گے اور میں آپ کے کسی حکم کے خلاف نہ کروں گا۔ خضر نے کہا اچھا اگر تم میرے ساتھ ہوتے ہو تو مجھ سے کچھ بھی نہ پوچھنا جب تک میں خود ہی اس کا ذکر نہ شروع کروں تم سے۔ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ کشتی میں سوار ہوئے تو خضر نے کشتی کو پھاڑ دیا۔ کہا کیا تم نے اس کشتی کو پھاڑ دیا تا کہ کشتی والوں کو ڈبا دو یہ تو تم نے خطرناک بات کی۔ خضر نے کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تو ہرگز میرے ساتھ صبر نہ کر سکے گا۔ موسیٰ نے کہا آپ میری بھول پر مجھے نہ پکڑیں اور نہ میرے کام میں مجھ پر سختی کریں۔ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک جوان سے ملے تو خضر نے اس کو مار ڈالا، موسیٰ نے کہا تم نے بے عوض ایک پاک نفس کو مار ڈالا۔ یہ ایک ناپسند چیز تم لائے۔ خضر نے کہا کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھاکہ تو ہرگز میرے ساتھ صبر نہ کر سکے گا۔ موسیٰ نے کہا اگر میں آپ سے پھر پوچھوں کچھ تو آپ ساتھ نہ رکھنا مجھے، بے شک آپ پہنچ جائیں گے میری طرف سے عذر کو۔ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب دونوں پہنچے ایک گاؤں والوں کے پاس تو وہاں کے گاؤں والوں سے کھانا مانگا تو گاؤں والوں نے ان کی مہمانی سے انکار کر دیا پھر اس گاؤں میں ایک دیوار پائی جو گرا ہی چاہتی تھی تو اس کو سیدھا کر دیا۔ موسیٰ نے کہا اگر آپ چاہتے تو اس پر اُجرت لے سکتے تھے۔ خضر نے کہا یہ میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے میں تم کو قریب ہی بتائے دیتا ہوں اُن باتوں کی حقیقت جن پر تم صبر نہ کر سکے۔ کشتی جو تھی وہ چند بے کسوں کی تھی کام کرتے تھے دریا میں تو میں نے چاہا اس کو عیب دار کر دوں کیونکہ ان کے آگے ایک بادشاہ تھا جو پکڑتا تھا ہر ایک کشتی کو زبردستی۔ اور وہ جوان کہ اس کے ماں باپ ایماندار تھے تو ہم ڈرے کہ ان کو عاجز کرے گا سرکشی اور کفر کر کے۔ تو ہم نے چاہا کہ ان کو عوض مرحمت فرمائے ان کا رب اس جوان کی بجائے بہتر پاکیزگی میں اور قریب تر مہربانی میں۔ اور وہ جو دیوار تھی تو وہ شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ گڑا ہوا تھا اور ان دونوں کا باپ ایک نیک مرد تھا تو تیرے پروردگار نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچ جائیں اور اپنا خزانہ نکال لیں یہ تیرے رب کی مہربانی سے ہے اور میں نے یہ اپنی رائے سے نہیں کیا۔ یہ اصل حال ہے جس پر تو صبر نہ کر سکا۔

(ترجمۃ القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ زیرآیات سورۃ الکہف 61تا83)

ان آیات کی تفسیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ حضرت موسیٰؑ کے معراج کاذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

کیا تمہیں موسیٰ کا قصہ یاد نہیں۔ مَجۡمَعُ الۡبَحۡرَیۡنِ یعنی نیلِ ارزق اور نیلِ ابیض کے سنگم تک جو دریائے نیل کی دوشاخیں ہیں ان دونوں کے ملنے کی جگہ منار ایک عظیم الشان شہر تھا جو فراعنہ کے وقت دارالسلطنت تھا آج کل وہاں شہر خُرطُوم ہے۔ صحیح بخاری میں مجملاً یہ قصہ یوں بیان ہوا ہے کہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ وعظ فرما رہے تھے کسی نے پوچھا زیادہ عالم کون ہے؟ حضرت نے بظاہر اپنی طرف نسبت کی اور موقع وعظ اللہ تعالیٰ کا تذکرہ چاہتا تھا اس لئے خدا نے فرمایا کہ مجمع البحرین میں تم کو ہمارا ایک بندہ ملے گا جو تم سے بھی زیادہ عالم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ میں ان تک کس طرح پہنچوں؟ ارشاد ہوا کہ تھیلی میں ایک مچھلی رکھ لو پھر جہاں وہ مچھلی گم ہو وہاں وہ ملے گا۔ جب بحکم خدا موسیٰ علیہ السلام، یوشع بن نون کو ہمراہ لے کر چلے ایک موقع پر پہنچے جہاں وہ ایک پتھر پر رکھ کر سو گئے مچھلی تھیلی میں سے تڑپ کر دریا میں جا گری اور جہاں تک وہ جاتی تھی پانی میں ایک سوراخ سا ہو جاتا تھا اور پانی اِدھر اُدھر سے نہیں ملتا تھا۔ جب بیدار ہوئے تو یوشع مچھلی کا قصہ یاد دلانا بھول گئے اور وہاں سے آگے بڑھے۔ رات تک چلتے رہے یہاں تک کہ جب دوسرے روز صبح کا وقت ہوا تو موسیٰ نے اپنے خادم سے کھانا مانگا اور اس منزل میں موسیٰ علیہ السلام تھک گئے تھے۔ مچھلی کو دیکھا تو ندارد۔ دیودار کی لکڑی کا برادہ رگڑ کر مچھلی کے منہ میں ڈال دیا جائے تو دیر تک زندہ رہتی ہے۔ یہ طبّی بات ہے مچھلی زندہ تھی اس وقت یوشع نے ذکر کیا کہ میں آپ سے کہنا بھول گیا۔ شیطان نے مجھے بھلا دیا پھر دونوں صاحب واپس پلٹے اور اسی مقام پر آئے اور پھر اس شخص سے ملے جسے عِلمِ لَدُنّی دیا گیا تھا۔ جو علم بذریعہ وحی اور الہام کے معلوم ہوتا ہے وہ عِلمِ لَدُنّی کہلاتا ہے۔ جو تجاربِ عقل سوچ بچار سے معلوم ہو وہ علم ظاہری یا عقلی اجتہادی کہلاتے ہیں۔

اَوۡ اَمۡضِیَ حُقُبًا۔ دیکھو انبیاء علیہ السلام کو علم کا شوق کیسا ہے اور وہ صاحب علم کو کس طرح ڈھونڈتے ہیں۔ نَسِیَا حُوۡتَہُمَا مچھلی بھنی ہوئی نہ تھی بلکہ بطور نشان کے ان کو دی گئی تھی کہ جہاں وہ سِرکے گی وہیں وہ عبد ہو گا۔ یہ بحث کہ خضر نبی ہے یا کون؟ مولانا نورالدین صاحب خضر کو فرشتہ جانتے تھے اور اس واقعہ کو موسیٰ کا کشف معراج کی طرح سمجھتے تھے۔ خضر کے فرشتہ ہونے کا ذکر اور اس کی تحقیق اِصَابَۃَ فِی شَرۡحِ الصَّحَابَۃِ (اس کتاب کا معروف نام ''الاِصَابَۃُ فِی تَمۡیِیۡزِ الصَّحَابَۃِ'' ہے) میں خوب کی گئی ہے۔

جِدَارًا۔ اس دیوار کے لفظ میں ایک پیشگوئی ہے اور اس قصہ میں معراج موسوی کا ذکر ہے۔ مشہور قصہ تو معلوم و مسلّم ہی ہے اور جن تین باتوں پر حضرت موسیٰ نے اعتراض کیا ہے وہ خود ان کے گھر میں اور ان پر گزری ہوئی ہیں۔ پانی میں نہیں ڈوبے۔ بلا اُجرت پانی شعیب کی بیٹیوں کو بھر دیا۔ قتلِ قبطی بھی جہاد موسوی میں مشہور ہے۔ یہ بیان موسیٰ علیہ السلام کے معراج کا ہے۔ عبد صالح خضر راہ تھے اور آئندہ کے واقعات کا اظہار تھا۔ اشارہ اس بات کی طرف تھا کہ بادشاہ سے لڑ کر دریا عبور کرنا پڑے گا، قتل النفس بھی بہت ہو گا یعنی جہاد سیفی، دیوار ملت ابراہیمی کرنے والی تھی اس کو اور عَبۡدٌ مِّنۡ عِبَادِنَا یعنی سردار انبیاء ہمارے حضور ﷺ نے درست کر دی اور ملتِ ابراہیم کے خزانے محفوظ رہے۔ ایک پُرانی کتاب یہودیوں کے پاس ہے اس کا نام معراج موسوی ہے اس میں موسیٰ کے ہمراہی کا نام خضر ہی لکھا ہے۔

(ملاحظہ ہو انسائیکلو پیڈیا ببلیکا حروف موسی و اپا کے لپس)

(قرآن مجید مترجمہ حضرت مولوی میر محمد سعید از دروس قرآن حضرت حکیم مولوی نورالدینؓ صفحہ 626۔630)

اطلاعات اعلانات

درخواست دعا

مکرم عبد الستار خان مربی سلسلہ گوئٹے مالا سے تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کا ہرنیا کا آپریشن ناصر ہسپتال گوئٹے مالا میں مورخہ 16 مارچ کو ہوا ہے۔ ابھی ہسپتال میں ہوں۔ صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے عاجزانہ درخواست ہے۔

شریف احمد راجوری

حضرت مصلح موعودؓ کے بابرکت وجود کے ہمراہ گزرے ہوئے ایام کی یادیں

خاکسار کا آبائی علاقہ چارکوٹ ضلع راجوری (کشمیر) ہے۔ خاکسار 1942ء میں پہلی مرتبہ اپنے تایازاد بھائی مولوی خورشید احمد منیر اور مولوی نظام دین (مہمان) کے ہمراہ قادیان گیا۔ یہ دونوں احباب مدرسہ احمدیہ میں زیرِ تعلیم تھے اور چھٹیوں میں گھر آئے ہوئے تھے۔ واپسی پر خاکسار نے بھی قادیان جا کر پڑھنے کی ضد کی۔ اس سے قبل خاکسار پرائمری تک تعلیم ماسٹر بشیر احمد کے اسکول میں آپ سے حاصل کر چکا تھا۔ قادیان بھیجنے پر والد صاحب راضی نہ ہوتے تھے۔ چنانچہ خاکسار قادیان جانے کی ضد میں چھپ گیا۔ بالآخر والد صاحب کافی اصرار کے بعد راضی ہوئے اور مولوی خورشید احمد کو قادیان جانے کے لئے خاکسار کا کرایہ دیا۔ ان دنوں قادیان جانے کے لئے راجوری سے جموں کے لئے بس نہیں چلتی تھی۔ چنانچہ بھمبر گلی کے راستے پیدل سفر کر کے گجرات جاتے تھے اور پھر وہاں سے آگے بذریعہ ٹرین یا بس لاہور کے راستہ قادیان جایا جاتا تھا۔ خاکسار نے پہلی مرتبہ اس وجیہہ، پاک، مقدس، مبارک، صاحبِ شکوہ اور پُر عظمت وجود کو قادیان کی بستی میں دیکھا اور آپ کی امامت میں بارہا مسجد مبارک و مسجد اقصیٰ میں ادائیگی نماز کی سعادت حاصل ہوتی رہی۔

1944ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر مصلح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا اور پھر ہوشیار پور جا کر جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے ایک مصلح موعود بیٹے کی بشارت عطا فرمائی، وہاں جلسہ عام میں اعلان فرمانے کے لئے تشریف لے گئے۔ قادیان سے ایک ریلوے بوگی ریزرو کروائی گئی۔ اس ٹرین میں لاؤڈ اسپیکر اور بجلی کا جنریٹر بھی رکھ کر لے جایا گیا۔ تاکہ یہ جلسہ میں کام آسکیں۔ رات کو ٹرین میں بجلی فیل ہو جانے کی وجہ سے ٹرین کی اُس بوگی میں یہ جنریٹر چلا کر روشنی کا انتظام کیا گیا۔ جس میں قادیان کے بہت سے احمدی احباب ہوشیار پور اس جلسہ میں شرکت کی غرض سے گئے تھے۔ میں بھی اسی ٹرین میں سوار ہو کر ہوشیار پور گیا اور اس جلسہ میں شامل ہونے کے اعزاز میں شریک ہوا۔ فالحمدللہ تعالیٰ

مارچ 1944ء میں حضرت میر محمد اسحٰقؓ جیسے ہمدرد، شفیق اور یتیم پرور وجود کی وفات محلہ دارالانوار میں ایک گیسٹ ہاؤس میں ہوئی۔ اس موقع پر دارالشیوخ اور مدرسہ احمدیہ کے لڑکے وہاں موجود تھے۔ خاکسار بھی اس جگہ موجود تھا۔ اندر کمرہ میں جہاں حضرت میر صاحب کی وفات ہوئی، حافظ قدرت اللہ صاحب کے سورۃ یٰس پڑھنے کی آواز آ رہی تھی۔ میری آنکھوں کے سامنے ابھی بھی اس کمرہ کے باہر برآمدہ میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دعائیں کرتے ہوئے بے چینی کے عالم میں ٹہلنا یاد ہے۔ ازاں بعد حضور نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور خاکسار کو اس عالم اور کریم وجود کے جنازہ میں شمولیت کا موقع ملا۔

غالباً 1943ء میں قادیان میں خدام الاحمدیہ کے ایک اجتماع کے موقع پر جو بٹالہ کی جانب آریہ اسکول کی طرف جامعہ احمدیہ کے عقبی میدان میں منعقد ہوتا تھا۔ اجتماع کے اختتامی روز حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطاب کے لئے تشریف لائے۔ ان دنوں حضور کا طریق یہ تھا کہ اجتماع کے موقع پر اسی جگہ حضور اپنے خدام کو ملاقات کا شرف عطا فرماتے تھے۔ خطاب کے دوران کسی خادم نے نادانستگی میں تالی بجائی تو حضور اس عمل پر شدید ناراض ہوئے اور فرمایا کہ میں نے قبل ازیں بھی توجہ دلائی ہے کہ تالی پیٹنا مردوں کا شیوہ نہیں۔ چنانچہ مقامِ اجتماع سے ناراضگی کی حالت میں ہی خطاب مکمل کئے اور ملاقات کئے بغیر آپ واپس تشریف لے گئے۔ بعد میں حضور کی خدمت میں معافی کے لئے تحریری درخواستیں لکھی گئیں جسے آپ نے ازراہِ شفقت قبول فرمایا اور بعد ازاں خدام سے قصرِ خلافت میں ملاقاتیں فرمائیں۔

خاکسار نے بعد از ہجرت کنری کو جس مقصد اور خواہش کے مد نظر رکھتے ہوئے اپنا مسکن ٹھہرایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ حقیر کے اس مدعا اور مقصد کو قبولیت بھی عطا فرمائی اور خلافت کی بے انتہا برکتوں سے مالا مال فرمایا جو میرے اور میری اولادوں کے لئے ایک انمول خزانہ ہے۔ خلافت کی انہی برکتوں اور دعاؤں کی بدولت خاکسار کے دو بیٹے مربی سلسلہ کے طور پر خدمتِ دینیہ کی توفیق پا رہے ہیں جن میں سے ایک جامعہ احمدیہ میں استاد ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے سندھ کے دوروں کے دوران ملاقاتوں اور قرب کے مواقع عطا فرمائے۔ حضور انور جب ناصر آباد دورہ پر تشریف لاتے تو ازراہِ شفقت اس پُر حقیر کو اپنا بدنِ مبارک دبانے کا موقع عطا فرماتے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کو بیسیوں مرتبہ یہ سعادت حاصل کرنے کی توفیق میسر آئی۔

ابتداء جون 1949ء میں حضور پُر نور ناصر آباد اسٹیٹ تشریف لائے تو ازراہِ شفقت میری والدہ رقیہ بیگم، اہلیہ جنت بی بی، ہمشیرہ حلیمہ بیگم اور چھوٹے بھائی مبارک احمد کو اپنی کوٹھی کے اندر بلا کر ملاقات کا موقع عطا فرمایا۔ یہ ملاقات جمعہ کے روز ہوئی۔ یہ چاروں افراد حضورِ انور سے ملاقات کی خاطر کنری سے ناصر آباد گئے۔ ملاقات کے دوران حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے استفسار فرمایا کہ آپ کا تعلق کس خاندان سے ہے۔ جس پر والدہ صاحبہ نے عرض کی کہ میں قاضی محمد اکبر (صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) چارکوٹ والوں کی بیٹی اور مولوی فضل دین کی بہن ہوں اور ایک سب سے چھوٹے چچا مولوی ثناء اللہ ہیں۔ تو حضورِ انور نے علاوہ دیگر باتوں کے فرمایا کہ مولوی ثناء اللہ قادیان میں میرے کلاس فیلو تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے میرے ساتھ طب، قرآنِ کریم اور حدیث پڑھتے تھے۔ اسی ملاقات میں حضور نے چھوٹے بھائی عزیزم مبارک احمد سے استفسار فرمایا کہ تم پڑھتے کیوں نہیں، جس پر بھائی نے جواباً حضور کو کہا کہ میں اپنے وطن کشمیر واپس جانا چاہتا ہوں۔

اس روز جمعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ناصر آباد کی مسجد میں پڑھایا۔ میرے چھوٹے بھائی اندر کوٹھی میں حضور سے ملاقات کر چکے تھے۔ میں جمعہ کی ادائیگی کے بعد لائن میں ملاقاتیوں کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور سب سے آخر میں کھڑا ہوا۔ جب میں نے حضور سے مصافحہ کیا تو حضور نے میرا نام پوچھا۔ جس پر میں نے اپنا نام بتایا تو حضور نے استفسار فرمایا کہ مبارک احمد تمہارا بھائی ہے۔ میں نے عرض کی کہ جی ہاں۔ ازاں بعد حضور مجھ سے مختلف باتیں پوچھتے ہوئے کوٹھی کے دروازے تک لے گئے۔ الحمدللہ

پھر میں روزانہ حضور کا بدنِ مبارک دبانے کو کوٹھی میں چلا جاتا تھا اور لگ بھگ قریباً آدھا پونا گھنٹہ تمام بدن بشمول ٹانگیں، کمر، کندھے اور بازو دباتا اور یوں دباتا گویا کہ میرا جسم حضور پر نور کے بدنِ مبارک کے ساتھ مَس ہوتا تھا۔ حضور کا بدن باوجود کہ اس زمانہ میں آپ کی عمر قریباً ساٹھ برس تھی، مضبوط اور توانا تھا۔ حضور مضبوطی کے ساتھ اور سخت ہاتھوں سے اپنا بدنِ مبارک دبوانا پسند فرماتے تھے۔ حضور نے عموماً صرف قمیص اور شلوار زیبِ تن فرمائی ہوتی تھی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرہ اس قدر بارعب، وجیہہ، خوبصورت اور پُر نور تھا کہ باوجودیکہ خاکسار کو آپ کو نہایت قریب سے بارہا دیکھنے کا موقع ملا لیکن کبھی بھی آپ کا چہرہ نظر بھر کے نہ دیکھ سکا۔ آپ کی رنگت سرخ و سفید تھی۔ آپ کا جسم نہایت متناسب تھا نہ تو موٹاپا اور نہ ہی دبلا پن تھا۔ اُس زمانہ میں حضور کے سر کے بال زیادہ گھنے نہ تھے بلکہ چھدرے تھے۔ اور ان کی رنگت سفیدی مائل تھا لیکن ان میں نیلاہٹ نظر آتی تھی۔ عام طور پر صبح نو دس بجے یا بعض اوقات عصر کے بعد آم، امرود، فالسہ اور مالٹے وغیرہ کے باغ میں پیدل تیزی کے ساتھ چہل قدمی فرماتے۔ باغبانوں سے پودوں اور درختوں کے متعلق استفسار بھی فرماتے تھے۔ اور اگر زمینوں کے معائنہ کا دورہ مقصود ہوتا تو صبح کے وقت گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لے جاتے۔ حضور کی گھڑ سواری بھی نہایت عمدہ اور قابل دید تھی۔ بعض اوقات باغ میں ہی حضور اپنی صاحبزادیوں کو بھی گھڑ سواری سکھاتے تھے۔ حضور کا سندھ کے دورہ جات میں زیادہ قیام ناصر آباد میں ہی ہوتا تھا۔ ان دنوں خاکسار اپنا کاروبار چھوڑ دیتا اور سارا دن حضور کی موجودگی سے برکت پانے کے لئے ناصر آباد میں ہی موجود رہتا اور رات کو عشاء کی نماز کے بعد حضور کو دبانے کے لئے کوٹھی چلا جاتا۔ حضرت مصلح موعودؓ گھر سے باہر ہمیشہ بند جوتے میں ہی تشریف لاتے خواہ کوٹھی سے معمولی فاصلہ پر مسجد ہی کیوں نہ ہوتی۔ تاہم کوٹھی میں حضور کو عام چپل پہنے دیکھتا تھا۔ حضور کا طویل قیام ناصر آباد میں ہی ہوتا۔ لیکن جب آپ نے ناصر آباد سے محمود آباد تشریف لے جانا ہوتا تو موٹر پر سوار ہو کر کنجیجی کے راستہ نہر کی پٹڑی سے محمود آباد تشریف لے جاتے۔ افرادِ خانہ حضرت اقدس اور عملہ کے افراد بیل گاڑیوں پر بیٹھ کر محمود آباد جاتے۔

ایک ماہ کے بعد حضور کوئٹہ تشریف لے جانے لگے تو حضور کو الوداع کرنے حیدر آباد تک آیا۔ جب حضور حیدر آباد اسٹیشن پر کوئٹہ ایکسپریس میں سوار ہو گئے اور حضور کھڑکی کے قریب تشریف فرما تھے۔ گاڑی آہستہ آہستہ چل رہی تھی میں حضور سے بار بار مصافحہ کرتا تھا۔ حضور نے بھی ازراہِ شفقت اپنا دستِ مبارک اس غلام کے لئے کھڑکی سے باہر ہی رکھا۔ گاڑی کے تیز ہونے تک غالباً سات یا آٹھ مرتبہ فرطِ محبت میں خاکسار کو مصافحہ کا شرف حاصل ہوا۔ فالحمدللہ تعالیٰ

حضور کے کوئٹہ تشریف لے جانے کے بعد خاکسار کثرت سے خط تحریر کرتا رہا۔ ان خطوط میں خاکسار مختلف اشعار لکھنے کی بھی جسارت کرتا۔ خاکسار نے حضور کی روانگی کے بعد جو پہلا خط تحریر کیا اُس میں درج ذیل اشعار لکھے؎

جب سے دیکھا ہے تجھے اِک درد ہے دل میں نہاں
اے صبا لے جا تو بھی اُن تک مری بے تابیاں
الوداع اے قافلے والو مجھے اب چھوڑ دو
مری قسمت میں لکھی ہیں دشت کی ویرانیاں

اور بعض خطوط میں خاکسار نے حضور کے عشق و فراق میں کچھ ذاتی اشعار بھی آپ کی خدمت میں عرض کئے۔ جن پر حضو کی جانب سے ایک مرتبہ پیار بھری ڈانٹ بھی موصول ہوئی۔ ان میں سے کچھ اشعار ذیل میں تحریر ہیں؎

چلمن سے نور کیا چھن چھن کے آ رہا ہے
در پردہ کسی کا جوبن جلوہ دکھا رہا ہے
وہ دن بھی ہو گا یارب قاصد کہے گا آ کر
اٹھو چلو کہ کوئی تم کو بلا رہا ہے

صادق ذرا سنبھلو مدہوش ہو نہ اتنے
حضرت خبر لو دل کی ہاتھوں سے جا رہا ہے

حضور نے ازراہِ نوازی اس ناکارہ اور ناچیز کو جواباً اپنے دستِ مبارک سے خط تحریر فرمایا اور اس خط میں یہ ارشاد فرمایا کہ رمضان شروع ہے تم رمضان ختم ہونے کے بعد میرے پاس کوئٹہ آؤ۔ خاکسار کے پاس بطور تبرک دو ایسے خطوط موجود ہیں جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ناچیز غلام کو اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرمائے اور ان کے لفافوں پر پتہ بھی ازراہِ شفقت آپ ہی کے قلم سے تحریر فرمودہ ہے۔

1949ء کا رمضان ختم ہونے کے بعد جولائی کی کسی تاریخ کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کے مطابق میں کنری سندھ سے کوئٹہ کے لئے روانہ ہو کر آپ کی خدمتِ اقدس میں کوئٹہ حاضر ہو گیا۔ میرے کوئٹہ جانے سے قبل کوئٹہ میں برسات نہیں ہوئی تھی۔ سخت حبس اور گرمی زوروں پر تھی اور برسات نہیں ہو رہی تھی۔ میں جس دن کوئٹہ اترا تو شام کو حضور سے ملاقات کے لئے کوٹھی پارک ہاؤس میں داخل ہوا تو موسلادھار برسات شروع ہو گئی۔ حضور ازراہِ شفقت مجھے اندر کمرہ میں یہ فرماتے ہوئے لے گئے کہ اب بارش ختم ہو گی تو پھر جانا۔ قریباً ایک گھنٹہ بوجہ بارش حضور کے سایہ محبت وشفقت میں اسی کمرہ میں رہنے کا موقع ملا۔ حضور اندر تشریف لے جا کر بستر پر لیٹ گئے اور اس دوران خاکسار کو ساتھ بیٹھ کر حضور پُرنور کا جسم دبانے کا موقع ملا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ کوئٹہ میں سخت گرمی پڑ رہی تھی۔ برسات ہو نہیں رہی تھی۔ تم تو اپنے ساتھ برسات بھی لے کر آئے ہو۔ میں نے جسارت کر کے ازراہِ تفنن عرض کی کہ حضور سندھ میں برسات ہو رہی تھی اس لئے میرے ساتھ ہی آ گئی ہے۔ میں نے اس موقع پر حضور سے اپنی اہلیہ کی وفات کا بھی عرض کیا تو حضور نے نہایت شفقت سے فرمایا کہ تم نے مجھے کیوں نہیں لکھا، میں جنازہ پڑھاتا۔ مجھے اب یہ یاد نہیں کہ آیا حضور نے بعد میں جنازہ پڑھایا۔ مجھے یاد ہے کہ اسی ملاقات میں حضور نے اپنے تکیہ کے غلاف کے اندر ہاتھ ڈال کر گزشتہ ایک ماہ میں اس غلام کے اپنے آقا کو تحریر کردہ چار یا پانچ خطوط بھی نکال کر دکھائے کہ یہ تمہارے خط آئے ہوئے ہیں۔

پہلی اہلیہ کی وفات کے بعد 1950ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاکسار کا دوسرا نکاح ناصر آباد کی مسجد میں جمعہ کے بعد پڑھایا۔ ازاں بعد خاکسار کی منکوحہ کو بلوانے کے لئے ان کے عزیز حضور کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ جب شام کو حضور کو دبانے کی غرض سے خاکسار کوٹھی میں حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا کہ شریف احمد! میں نے نکاح توڑ دیا ہے مگر مجھے تو اس رشتہ میں جھگڑا ہی نظر آتا ہے۔ چنانچہ اُس سخت ذہین وفہیم وجود کی دور رس نگاہ نے جو دیکھا اس کے عین مطابق یہ رشتہ رخصتی سے قبل ہی ختم ہو گیا۔

کوئٹہ میں ملاقات کے بعد میں ایک ہفتہ حضور کی خدمت میں رہا۔ اس دوران میری والدہ صاحبہ کا خط آیا کہ مجھے بخار آ رہے ہیں۔ میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تو حضور فرمانے لگے کہ تمہاری والدہ بیمار ہیں لٰہذا تم واپس چلے جاؤ۔ میں ایک ہفتہ حضور کی خدمت میں رہ کر واپس کنری سندھ آ گیا۔ ان دنوں 1949ء میں اندرونِ سندھ اردو کا کوئی اسکول نہ تھا سب سندھی میڈیم تھے۔ کوئٹہ میں میں نے حضور کی خدمت میں ناصر آباد کی ملاقات کے حوالہ کے ساتھ عرض کیا کہ حضور چونکہ سندھ میں کراچی کے علاوہ اردو کا کوئی اسکول نہیں ہے۔ میرا چھوٹا بھائی کشمیر میں پانچویں کلاس میں پڑھتا تھا، ہجرت کی وجہ سے چھوڑ آیا ہے۔ ازراہِ شفقت اس کی پڑھائی کا ربوہ میں انتظام فرما دیں۔ اس دل کے حلیم وجود نے فرمایا کہ میں جب لاہور واپس جاؤں گا تو تم بھائی کو لے کر لاہور آ جانا پڑھائی کا انتظام ہو جائے گا۔ حضور جب لاہور واپس چلے گئے تو پھر میں نے حضور کی خدمت میں بھائی کی تعلیم کے لئے لکھا۔ اس پر حضور نے خاکسار کو ایک مرتبہ پھر اپنے دستِ مبارک سے خط تحریر فرمایا اور لفافہ کے باہر ایڈریس بھی آپ نے اپنے دستِ مبارک سے ہی رقم فرمایا۔ اس خط میں فرمایا کہ ”میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا کہ جب میں واپس لاہور جاؤں تو بھائی کو لے کر آنا تعلیم کا انتظام ہو جائے گا۔ اب میں 19 ستمبر 1949ء کو لاہور سے ربوہ شفٹ ہوں گا تم بھائی کو لے کر ربوہ میرے پاس آ جاؤ۔“

میری بدقسمتی کہ میں ربوہ نہ گیا لیکن ناصر آباد اور محمود آباد کے چند لڑکے چنیوٹ تعلیم الاسلام ہائی اسکول میں پڑھتے تھے۔ وہ موسمِ گرما کی چھٹیوں میں سندھ آئے ہوئے تھے۔ جب چھٹیاں ختم ہوئیں اور اسکول کھل گیا اور وہ واپس جانے لگے تو میں نے چھوٹے بھائی کو بے سروسامانی میں صرف کرایہ دے کر ان لڑکوں کے ہمراہ حضور کے پاس ربوہ بھیج دیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ایک یتیم بچے پر بےانتہا شفقت کہ عزیزم مبارک احمد پہلے چند یوم قصرِ خلافت میں رہا پھر حضور نے اسے چنیوٹ ہائی اسکول کے بورڈنگ میں بھیج کر اسکول میں داخل کرا دیا۔ ان دنوں میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی شفقتوں اور عنایات کا ذکر برادرم مبارک احمد راجوری نے اپنی کتاب ”چار کوٹ کے درویش“ میں کیا ہے۔

میں 1949ء میں تو ربوہ نہ جا سکا مگر ماہ جنوری 1951ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لئے ربوہ روانہ ہوا۔ ملتان اسٹیشن پر گاڑی رکی تو ایک بزرگ نورانی چہرے والے ریل کے ڈبہ میں آ کر میرے سامنے سیٹ پر بیٹھ گئے۔ انہوں نے مجھے سلام دعا کے بعد مجھ سے پوچھا کہ کہاں سے آئے اور کہاں جا رہے ہو۔ میں نے بتایا کہ میں کنری سندھ میں جماعتِ احمدیہ کی فیکٹری میں سپروائزر ہوں اور حضور کو ملنے ربوہ جا رہا ہوں۔ انہوں نے مجھے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ کی خدمتِ اقدس میں میرا سلام پہنچا دینا۔ میرا نام محمد حسین ہے اور میں جماعتِ احمدیہ ملتان کا امیر ہوں۔ جنوری کا مہینہ اور صبح کا وقت تھا اور سردی بہت تھی۔ میں نے بغیر بازوؤں کا سویٹر پہنا ہوا تھا۔ چوہدری محمد حسین نے اپنا اوورکوٹ اتارا اور مجھے کہا کہ یہ پہن لو کیونکہ سردی بہت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُس بزرگ نیک انسان پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور اعلیٰ علیین میں داخل فرماوے۔ یہ بزرگ مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نوبل لاریٹ کے والدِ محترم تھے۔ میں نے محترم چوہدری محمد حسین سے شکریہ کے ساتھ عرض کیا کہ مجھے سردی نہیں لگتی اور اگر مجھے سردی لگی تو میرے پاس اوپر بستر میں کمبل پڑا ہے، نکال کر اوڑھ لوں گا۔ حالانکہ میرے پاس بستر میں ایک پھٹا پرانا کمبل تھا۔ جو بوجہ خستہ اور پھٹا ہونے کی وجہ سے شرم سے نہیں اوڑھتا تھا۔ میرے کوٹ لینے کے انکار کے باوجود اصرار کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دیکھو میں نے ایک سویٹر اور چھوٹا کوٹ اندر پہنا ہوا ہے اور یہ کہتے ہوئے انہوں نے اوورکوٹ میرے اوپر ڈال دیا۔ مجھے لیتے ہوئے طبیعت میں حجاب اور شرم محسوس ہو رہی تھی۔ چنانچہ شکریہ کے ساتھ کوٹ انہیں واپس کر کے لینے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ مجھے سردی لگ رہی تھی۔

عصر کے وقت میں چنیوٹ اسٹیشن پر اتر کر تعلیم الاسلام ہائی اسکول کے بورڈنگ میں گیا اور بھائی مبارک احمد کو ساتھ لے کر ربوہ آیا۔ فیصل آباد سے حضور کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے میں نے فروٹ لیا تھا۔ وہ بھائی کے ہاتھ اندر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھجوایا اور کہا کہ عرض کرنا شریف احمد ملاقات کے لئے ربوہ حاضر ہوا ہے۔ اُس نے وہ حقیر سا تحفہ پیش کر کے میرا بتایا تو آپؓ نے فرمایا اچھا۔ ازاں بعد مبارک احمد واپس چنیوٹ چلے گئے اور میں اپنے تایازاد بھائی مولوی خورشید احمد منیر کے پاس رات رہا جو جامعۃ المبشرین میں زیرِ تعلیم تھے۔ میں صبح دفتر پرائیویٹ سیکرٹری گیا اور حضور سے ملاقات کے لئے نام لکھوایا مگر اُس روز کسی وجہ سے ملاقات نہ ہو سکی اور میں واپس آ گیا۔ دوسرے دن میں دفتر میں ملاقاتیوں میں نام لکھوانے نہ جا سکا۔ صبح جامعۃ المبشرین کے لڑکوں کی کلاسیں کھلے میدان میں دھوپ میں لگی ہوئی تھیں۔ چونکہ اُس وقت کوئی عمارت نہ تھی۔ لڑکے بھی کچی اینٹوں کی دیواریں کھڑی کر کے اوپر سرکنڈے ڈال کر ان جھونپڑیوں میں رہتے تھے۔ کلاسیں لگنے کے بعد مولوی خورشید احمد منیر بھاگتے ہوئے میرے پاس اُس جھگی نما رہائش میں آئے اور کہنے لگے کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کا کارکن تمہیں بلانے آیا ہے۔ اور کہتا ہے کہ حضور نے تمہیں یاد فرمایا ہے۔ ہوا یوں کہ دوسرے روز دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں خاکسار رجسٹر ملاقات میں نام لکھوانے نہ جا سکا اور جب ملاقات کا رجسٹر حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں اندر پیش ہوا تو حضورؓ نے رجسٹر میں نوٹ فرمایا کہ کل میاں شریف احمد راجوری والے کنری سے ملاقات کے لئے آئے تھے آج اُن ملاقاتیوں میں نام نہیں ہے۔ وہ کہاں ہیں! اس نوٹ پر پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے مجھے ڈھونڈنے اور بلانے کے لئے آدمی دوڑایا اور مجھے جامعۃ المبشرین سے ڈھونڈ کر لایا گیا۔ میں جب دفتر پرائیویٹ سیکرٹری پہنچا تو کارکن ملاقات کروانے کے لئے دفتر حضورِ انور کے باہر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ سب ملاقات کرنے والے ختم ہو گئے ہیں اور حضور اقدس صرف تمہارے انتظار میں تشریف فرما ہیں۔ میں نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ الحمدللہ۔ کہاں حضرت خلیفۃ المسیح کا ماموراالاوقات وجود اور کہاں یہ حقیر اور ناکارہ غلام۔ لیکن اُس آقا نے اپنے غلام کو اس قدر عزت بخشی۔ قریباً ایک ہفتہ کے قریب خاکسار حضور کے پاس خدمت میں رہا اور حضور کی خدمت انجام دینے کی توفیق پاتا رہا۔

انہی ایام کا ذکر ہے کہ جب میں ربوہ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُس سخت ذہین وفہیم ہستی نے اِس گنہگار کو الائچیوں کی ایک مٹھی بھر کر دی۔ خاکسار نے جو کہ دو سال قبل کوئٹہ کی ایک بات کو بھول چکا تھا، حضور کے اِس شفقت بھرے تحفہ کو دیکھ کر بھانپ گیا اور آپ کی یادداشت پر نہایت حیران ہوا۔ ہوا یوں کہ کوئٹہ میں، میں ایک مرتبہ حضور کو دبانے کی سعادت حاصل کر رہا تھا (اس سے قبل باہر پہریداروں کے ساتھ کھانا کھایا تھا، اُس کھانے میں سلاد کے طور پر پیاز بھی تھی) حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طبیعت بے حد حساس تھی۔ آپ کو دباتے ہوئے میں نے تاڑ لیا کہ حضور کو اُس پیاز کی بُو کی وجہ سے ناگواری محسوس ہوئی ہے۔ لیکن اُس دل کے حلیم وجود نے معمولی سا بھی اظہار نہ فرمایا۔

خاکسار نے الائچیوں کے اُس تبرک کو دیکھ کر حضرت مصلح موعودؓ کی خدمتِ اقدس میں عرض کی کہ حضور میں کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں اور پھر دو سال قبل کوئٹہ میں اُس روز پیاز کی بُو سے متعلق عرض کیا کہ باہر سے اُسی وقت تازہ تازہ کھانا کھا کر آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تھا۔

میری یہ بات سن کر حضورؓ فرمانے لگے لاحول ولاقوۃ اور بہت دیر تک تبسم فرمایا۔

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بعد میں جب میں یہ الائچیاں ہاتھ میں لے کر باہر نکلا تو مولوی خورشید احمد منیر اور چند دیگر دوستوں نے یہ انمول تبرک مجھ سے ہاتھوں ہاتھ اُچک لیا۔

1952ء میں میری والدہ محترمہ شدید بیمار ہوگئیں۔زندگی کی کوئی امید نہ تھی۔میں نے اپنے چھوٹے بھائی عزیزم مبارک احمد راجوری کو چنیوٹ بورڈنگ تعلیم الاسلام میں خط لکھاکہ والدہ شدید بیمار ہیں تم حضورانور کی خدمت میں میرا یہ خط لے کر جاؤ اور حضورِ اقدس سے عرض کرکے ریل کا کرایہ لے کر فوراً آؤ۔ وہ ربوہ حضور کی خدمت میں میرا عریضہ لے کر گئے۔چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ازراہِ شفقت پرائیویٹ سیکرٹری مکرم عبدالرحمان انور کو تحریرفرمایاکہ مبارک احمد کو کرایہ دے دیں۔جب حضور کالکھافرمان لے کر بھائی انور صاحب کے پاس گئے تودفتر کا عملہ وقت ختم ہونے کی وجہ سے گھر چلاگیا تھا۔پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے فرمایاکہ چونکہ دفتر کاوقت ختم ہوگیاہے اوراکاؤنٹنٹ صاحب گھرچلے گئے ہیں لہٰذا تمہیں کل پیسے مل جائیں گے۔تم بھی دعاکرومیں بھی تمہاری والدہ کے لئے دعاکرتاہوں۔کراچی آنے والی ریل گاڑی غالباً صبح چھ یاسات بجے ربوہ سے آتی تھی۔اگروہ نہ ملتی توپھرکوئی اورگاڑی سارادن کراچی کے لئے نہ آتی تھی اوردفتراس وقت کے بعد کھلتا تھا۔ عزیزم مبارک احمد واپس حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں قصرِ خلافت واپس چلاگیااورساری بات آپ کی خدمت میں عرض کی ۔حضور کی ذرہ نوازی کہ آپ خود چل کر باہر تشریف لائے اور پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو فرمایا کہ انورصاحب میں نے اس لڑکے کو آپ کے پاس کرایہ کے پیسوں کے لئے بھیجاہے ۔آپ نے کہاکہ پیسے کل ملیں گے میں دعاکروں گا۔فرمایاانورصاحب! دعاکے لئے میں جوہوں آپ اس کوکرایہ کے لئے پیسے دیں۔چنانچہ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے کسی آدمی کو اکاؤنٹنٹ صاحب کے گھر بھیج کرانہیں بلواکرپیسوں کا انتظام کروایا۔عزیزم مبارک احمد کے کنزی سندھ گھر پہنچنے سے قبل ہی ہماری پیاری امی جان انتقال کرکے اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہوگئیں۔میری والدہ محترمہ کی وفات کے کچھ دنوں کے بعد ہمارے آقاحضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ اورسب احمدیوں کی روحانی ماں ام المؤمنین حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا وفات پاگئیں۔

اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ

حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی وفات سے چند دن قبل میں نے خواب میں دیکھاکہ ایک بہت بڑاجنگل ہے اوراس جنگل میں بڑے بڑے اونچے درخت ہیں ۔مگرایک درخت ان سب اونچے درختوں سے بھی اونچاہےجوآسمان سے اونچائی میں باتیں کررہاہے۔وہ میرے دیکھتے دیکھتے زمین پر گرگیاہے۔اس خواب کی تعبیرحضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی وفات سے ہوئی۔

اللہ تعالیٰ حضرت مصلح موعودرضی اللہ عنہ کے مقدس وجودپر بے شماررحمتیں نازل فرمائے اور مجھے اور میری اولادکوخلافت کی برکتوں سے ہمیشہ متمتع فرماتارہے۔آمین

منصوراحمد کاہلوں۔آسٹریلیا

مکرم بابو عبدالغفار شہید

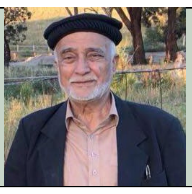

مکرم بابوعبدالغفار 1908ء میں کانپور میں پیداہوئے۔ خاندان میں احمدیت آپ کے والد ماسٹرخدابخش کے ذریعہ آئی۔ ماسٹرخدابخش نیک دل اورمتقی انسان تھے۔ انہوں نے اہل خانہ سمیت 1916ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بابو عبدالغفار نے کانپور سے ہی میٹرک کا امتحان پاس کیا۔انہوں نے تقسیمِ ملک کے بعد ہجرت کرکے حیدرآبادسندھ میں مستقل رہائش اختیار کی۔ آپ کے بیٹے ذوالفقار قریشی سے لندن میں ملاقات کے دوران میں نے لفظ بابوکے بارے استفسار کیاتوانہوں نے بتایاکہ آپ اوائل زندگی سے ہی خوش لباس تھے اورپتلون وغیرہ پہنتے تھے۔اس لئے آپ کوباباو کہاجانےلگا۔گھرکے افراد عموماًبابوجی کہہ کر آپ کا ذکرکرتے۔احباب جماعت اوردیگر حلقوں میں بھی لفظ بابو آپ کے نام کا حصہ بن گیا۔

حیدرآباد آنے کے بعدآپ نے رسالہ روڈ پرفوٹواسپیڈکے نام سے فوٹوسروس کا آغاز کیا۔آپ کو اپنے فن میں کمال حاصل تھا اور اس نسبت سےآپ وسیع حلقہ احباب رکھتے تھے۔سرکاری تقریبات میں بھی تصاویر کے حوالہ سے زیادہ تر آپ کوہی بلایا جاتاتھا۔ان دنوں حیدرآباد میں جماعت کےاحباب کی تعداد بہت ہی کم تھی۔آپ کی دکان اندرونِ سندھ سےآنےوالےاحمدیوں کےلئے مرکزی حیثیت رکھتی تھی۔ اس وقت تک جماعت کے پاس کوئی سینٹر نہیں تھا۔شاہی بازار میں کسی احمدی بھائی کی رہائش تھی۔وہاں نمازِ جمعہ پڑھنا،مجھے یادہے۔بعدازاں بابوجی کے والد محترم ماسٹرخدابخش اورخود بابوجی نے باہم مشورہ سےاپنےنام الاٹ شدہ پلاٹ میں سےاحمدیہ ہال گاڑی کھاتہ کے لئے جگہ دی۔جماعت نے اس جگہ پراحمدیہ ہال کی تعمیر کروائی۔یہ حیدرآباد میں سب سے پہلا باقاعدہ سینٹر تھاجوجماعت کومیسّرآیا۔19نومبر1966ء کوحضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے نمازمغرب اورعشاء احمدیہ ہال میں جمع کرکےپڑھائیں اور احمدیہ ہال کا افتتاح عمل میں آیا۔اس سے اگلےروز20نومبر1966ء کوبیت الظفرکا سنگِ بنیاد بھی حضورؒ نے اپنے دستِ مبارک سے رکھا۔

بابوعبدالغفار لمبے عرصہ تک جماعت حیدرآبادکے سیکرٹری اصلاح وارشاد رہے۔آپ1956ءتا1959ءاورپھر1974ءتا 1980ءامیر ضلع حیدرآباد رہے۔آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔اپنے دائرہ احباب میں احمدیت کا پیغام پہنچانےکےعلاوہ آپ کثرت سے جماعتی تعارف کی غرض سے خطوط لکھتےرہتے تھے۔اس مقصد کے لئےدفترمیں بیٹھتےتھےاورٹیلیفون ڈائیریکٹری سےپتہ جات لے کرپوسٹ کارڈلکھتے تھے جس میں تحریرہوتا تھا کہ مزیدرہنمائی کےلئےدیئےگئےپتہ پررابطہ کریں۔

پروفیسرعباس بن عبدالقادرکی شہادت کے موقع پر جب معاندین نے شہیدبھائی کی تدفین کےحوالہ سےمسائل کھڑے کردیئےتھے۔آپ نےاورآپ کے ساتھیوں نےصورت حال کوکمال بصیرت سے سنبھالااورانتظامیہ کوقائل کیاکہ جماعت کے لئےقبرستان کی علیحدہ جگہ مختص کرناوقت کی اہم ضرورت ہے۔اسی کوشش کے نتیجہ میں قبرستان کی موجودہ جگہ جماعت کو حاصل ہوئی ۔اس وقت یہ بےآب وگیاہ جگہ شہرسے دور تھی۔1976ءمیں لطیف آبادکی الگ مجلس قائم ہوئی اور خاکسار کو لطیف آبادکےپہلے قائدکےطورپرخدمت کاموقع دیاگیا۔ان دنوں جب وقارعمل کے لئے قبرستان کی جگہ پہ جاتےتھے،پانی ساتھ لے جاناپڑتاتھا۔وہاں ستانے کےلئے چھاؤں بھی میسر نہیں تھی لیکن بابوجی ہماری حوصلہ افزائی کےلئے وہاں پہنچتےتھے۔

بابوجی کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ان کو ڈاکٹرعقیل بن عبدالقادر شہیدکاساتھ حاصل تھا۔ڈاکٹرصاحب بھی نافع الناس وجودتھےاورآپ کی خدمات کاایک زمانہ معترف تھا۔ان دونوں بزرگان نے بہت اوائل میں جماعت حیدرآباد کومستحکم کرنے میں کردار اداکیا۔آپ کے روابط مقامی افسران سے توتھےہی لیکن علاقہ کی سیاسی وسماجی شخصیات سے بھی گہراتعلق تھا۔اس زمانے میں جب یونیورسٹی،میڈیکل کالج اور دیگرتعلیمی اداروں میں طلباء کےلئے حصولِ تعلیم میں مشکلات تھیں انہوں نے جی۔ایم سید سے ملاقات کی۔جی۔ایم سیدحضرت چوہدری ظفراللہ خان کی خدمات کے معترف تھے۔ان کےتعاون سے احمدی طلباء کے لئے بہت آسانی پیدا ہوئی۔

بابوعبدالغفار کوعبادات اوردعوت الی اللہ کےساتھ شوق شہادت بھی نمایاں تھا۔مکرم راناعطاءاللہ نے مجھے بتایاکہ بابوجی نے اس بات کا برملااظہارکیاکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ساری خواہشیں پوری کی ہیں۔اب یہ خواہش ہےکہ اللہ تعالیٰ شہادت نصیب کردے۔

مکرم مبشراحمدگوندل حال لندن نے بتایاکہ پنوں عاقل اورمحراب پورمیں شہادتوں کے بعدوہاں خدام ڈیوٹی کےلئے جایاکرتےتھے۔اس وقت کےقائدصاحب نے بابوجی سے درخواست کی کہ خدام کوتلقین کریں کہ وہ خودکو ڈیوٹیوں کےلئے پیش کریں۔بابوجی نے خدام کونصیحت کرتے ہوئے فرمایاکہ ڈیوٹی پرجاتےہوئےکوئی خوف دامن گیرنہیں ہونا چاہئے۔شہادت تونصیبوں سےملتی ہےاوراگرکسی کی شہادت مقدرہوچکی ہےتووہ ڈارک روم میں بھی نصیب ہوسکتی ہے۔

9جولائی1986ءکےدن جب بابوجی اپنی دکان کے شوروم میں بیٹھےتھےایک شقی القلب معاندنے آپ پر خنجر سےحملہ کرکےآپ کو شہیدکردیااورعمربھرخدمتِ دین کے لئے خودکوہمہ وقت پیش کرنےوالایہ وجوداپنے مالکِ حقیقی کے حضورحاضرہوگیا۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تُو جاں فدا کر

اوقات طلوع و غروب

7۔ اپریل 2020ء

	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	4:53	18:37
مدینہ منورہ	4:50	18:40
قادیان	4:45	18:52
ربوہ	4:26	18:34
اسلام آباد ٹلفورڈ	4:23	19:46